ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

جماعتِ ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والوں کیلئے جھکے ہوئے خوشے

اَلْقُطُوْفُ الدَّانِیَۃُ لِمَنْ اَحْسَنَ الْجَمَاعَۃَ الثَّانِیَۃ

۱۳۱۳ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

اَلْقُطُوْفُ الدَّانِیَۃ لِمَنْ اَحْسَنَ الْجَمَاعَۃَ الثَّانِیَۃ ۱۳۱۳ھ

(جماعتِ ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لئے جُھکے ہوئے خوشے)

(جماعتِ ثانیہ کے ثبوت میں)

مسئلہ ازمرادآباد مدرسہ امدادیہ مرسلہ مولوی سید محمد حبیب الرحمن صاحب سلہٹی
۱۱ جمادی الاولٰی ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعتِ ثانیہ بغیر اذان واقامت درصورت بدل دینے ہیأت جماعتِ اولٰی کی ازروئے شرع شریف بلاکراہت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں جماعتِ ثانیہ بلاکراہت مطلقہ مطلقاً جائز ومباح عند اہل التحقیق ہے جس کی تنقیح بالغ وتوضیح بازغ مع رد واہمِ اوہامِ نابالغ بعض ابنائے زمان بعونہٖ تعالٰی رسائل فقیر سے ظاہر وعیاں، یہاں نفس مسئلہ کے اجمالی احکام اور اُن کے متعلق نقول ونصوص علمائے کرام پر اقتصار کیجئے کہ شانِ فتوٰی اسی کے شایاں۔

فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی توفیق سے اور اللہ تعالٰی کی توفیق سے تحقیق کی گہرائی تک پہنچا جاسکتا ہے۔ ت)

اوّلاً تکرارِ جماعت کے جواز وافضلیت کی وہ صورتیں سُنئے جن میں اصلاً نزاع کو گنجائش نہیں:

(۱) جو مسجد شارع عام یا بازار یا اسٹیشن یا سرائے کی ہے جس کے لئے اہل معین نہیں، وقت پر جو لوگ گزرے یا اُترے یا آئے یا پڑھ گئے غرض کسی محلہ خاص سے خصوصیت نہیں رکھتی کہ وہاں کی معمولی جماعت

وہی ہے اوروں کا آنا اتفاقی و عارضی ہے ایسی مسجد میں بالاجماع تکرار جماعت باذانِ جدید و تکبیرِ جدید جائز بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ نوبت بنوبت جو لوگ آئیں نئی اذان و اقامت سے جماعت کرتے جائیں اگرچہ (ایک نماز کے) وقت میں دس بیس جماعتیں ہوجائیں۔

(۲) مسجد محلہ کہ ایک محلہ خاص سے اختصاص رکھتی ہے اُس میں اقامتِ جماعت اُنھیں کا حق ہے اگر اُن کے غیر جماعت کر گئے تو اہلِ محلہ کو تکرارِ جماعت بلاشبہہ جائز ہے جیسے کہ نمازِ جنازہ، حالانکہ اُس کی تکرار اصلاً مشروع نہیں پھر بھی اگر غیرِ ولی بے اذنِ ولی پڑھا جائے اب ولی آئے اعادہ کا مجاز ہے کہ حق اس کا تھا۔

(۳) بعض اہل ہی جماعت کر گئے مگر بے اذان پڑھ گئے۔

(۴) اذان بھی دی تھی مگر آہستہ، ان صورتوں میں بھی بعد کو آنے والے باذانِ جدید بروجہ سنّت اعادۂ جماعت کریں کہ جماعت معتبرہ وہی ہے جو اذان سے ہو اور اذان وہ جو اعلان سے ہو۔

(۵) محلے میں حنفی و غیر حنفی دونوں رہتے ہیں پہلے غیر حنفی امام نے جماعت کرلی اور حنفیہ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں اس نے مذہب حنفی کے کسی فرض طہارت یا فرض صلوٰۃ یا شرطِ امامت کو ترک کیا ہے مثلاً چہارم سر سے کم کا مسح یا آبِ قلیل نجاست افتادہ سے وضو یا جسم یا کپڑے قدر درہم سے زیادہ منی یا صاحبِ ترتیب کا باوصف یاد و وسعت وقت بے ادائے فائتہ وقتیہ پڑھنا یا نماز وقت تنہا پڑھ کر پھر اُسی نماز میں امامت کرنا تو ایسی حالت میں حنفیہ بلاشبہہ اپنی جماعت جداگانہ کریں کہ اگرچہ شرع اُن جماعت کرنے والوں کے لئے اسے جماعتِ اولیٰ مانے مگر حنفی تو اُس میں اقتدا نہیں کرسکتا اگر کرے تو نماز ہی نہ ہو۔

(۶) اس خاص نماز کا تو حال معلوم نہیں مگر اس امام کی بے احتیاطی اور فرائض میں ترک لحاظ مذہب حنفی ثابت ہے جیسے عامۂ غیر مقلدین کہ خواہی نخواہی اہلِ حق سے مخالفت اور مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب مہذب حنفیہ کی مضادت پر حریص ہوتے ہیں جب بھی حنفیہ کو اُن کی اقتدا گناہ و ممنوع ہے اپنی جماعت جُدا کریں۔

(۷) اس کی نسبت امور مذکورہ کی مراعات کا عادی ہونا نہ ہونا کچھ معلوم نہیں جیسے کوئی نامعلوم الحال شافعی مالکی حنبلی اس صورت میں بھی اُن کی اقتدا خالی از کراہت نہیں تو جماعت ثانیہ کا فضل مبین۔

(۸) عادت مراعات بھی معلوم سہی تاہم بتصریح ائمہ امام موافق المذہب کے پیچھے جماعت ثانیہ ہی افضل و اکمل اور اسی پر حرمین محترمین و مصر و شام وغیرہا بلاد دار الاسلام میں جمہور مسلمین کا عمل۔

(۹) جس نے جماعت اولیٰ کی فاسد العقیدہ بدمذہب بدعتی تھا مثلاً وہابی یا تفضیلی یا معاذ اللہ امکان کذبِ الٰہی تعالیٰ شانہ، ماننے والا یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کو بُرا جاننے والا کہ عند التحقیق

ایسوں کی اقتدا بکراہتِ شدیدہ سخت مکروہ ہے۔

(١٠) فاسق تھا جیسے شرابی، زناکار یا داڑھی منڈا سود خوار کہ یہ لوگ ان وہابیوں کذابیوں وغیرہم بدمذہبوں کے مولویوں متقیوں سے بھی اگرچہ لاکھ درجہ بہتر حال میں ہیں پھر بھی اُن کی اقتدا شرعاً بہت ناپسند۔

(١١) امام اولیٰ نرا بے علم جاہل نماز و طہارت کے مسائل سے غافل تھا جیسے اکثر گنوار غلام وغیرہم عوام کہ ایسے کی امامت بھی کراہت انضمام۔

(١٢) قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا تھا جس سے معنی فاسد ہوں مثلاً ا، ع یا ت، ط یا ث، س، ص یا ح، ہ یا ذ، ز، ظ میں تمیز نہ کرنے والے کہ آج کل اس دار الفتن ہند میں اکثر بلکہ عام عوام بلکہ بہت بلکہ اکثر پڑھے لکھے بھی اس بلا میں مبتلا ہیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وانا للہ وانا الیہ راجعون پھر خواہ بے خیالی بے احتیاطی یا سیکھنے میں بے پروائی یا زبان کی نادرستی کوئی سبب ہو مذہب معتمد پر صحیح خواں کی نماز اس کے پیچھے مطلقاً فاسد ہے اگرچہ ان میں بعض صور میں مذہب متاخرین خود اُس کی اپنی نماز کے لئے بہت وسعتیں دے عند التحقیق بھی بشرائط معلومہ مضبوطہ کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیں تاکہ قادر ناقادر کا امام ہوسکے تو اگر یہی صورت صحت واقع ہو کہ وہ جماعت اولیٰ ٹھہرے لاجرم صحیح خوانوں کو جماعت ثانیہ ہی کا حکم ملے یہ صورت صورتِ اولیٰ کی مانند ہے اولیٰ باقرب ہے وارد۔ غرض ایسی صورتیں جماعتِ ثانیہ کی خاص تاکید یا فضل مزید کی ہیں جن میں بالاجماع یا بعلی الاصح اصلاً کلام کی گنجائش نہیں۔ ضابطہ یہ ہے کہ جب جماعتِ اولیٰ اہلِ مسجد[عہ] یا اہلِ مذہب کی نہ ہو یا اپنے مذہب میں فاسدہ یا مکروہ ہو تو ہمیں جماعتِ ثانیہ کی مطلقاً اجازت بلکہ درصورت کراہت قصداً تفویت اولیٰ کی رخصت جبکہ ثانیہ نظیفہ مل سکتی ہو اور درصورت فساد تو اُس میں شرکت ہی سے صاف ممانعت اگرچہ ثانیہ بھی میسر نہ ہو، اب ان تمام مطالب پر نصوصِ علماء سنئے فقیر نے ان سب مسائل میں بتوفیقہٖ تعالیٰ قولِ منقح اختیار کیا ہے اسی کے متعلق عباراتِ کتب بایجاز و اختصار نقل کروں کہ ذکر اقاویل و تطبیق و توفیق و ترجیح و تحقیق و تنقیح و تدقیق محتاج تطویل معہذا بعونہٖ تعالیٰ ان مباحث میں یہ سب مدارج فتاوٰی و رسائل و تعالیقِ فقیر میں طے ہوچکے ہیں وباللہ التوفیق۔ متنِ غرر میں ہے:

لاتکرر فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ — مسجدِ محلہ میں اذان واقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت

www.alahazratnetwork.org

عہ صادق بان لا اھل لہ او صلی من لیس من اھلہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

یہ بایں طور صادق ہے کہ اس مسجد کا کوئی اہل معین نہ ہو یا جس نے نماز پڑھائی وہ مسجد کے اہل میں سے نہ ہو (یعنی اہلِ محلہ نہ ہو) ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

الاذا صلی بهما فیه اولا غیر اهله او صلی اهله بمخافتة الاذان[1]

جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ غیر محلہ والوں نے وہاں اذان واقامت کے ساتھ اولاً جماعت کرائی ہو یا اہلِ محلہ نے آہستہ اذان دے کر جماعت کروائی ہو۔ (ت)

خزائن الاسرار شرح تنویر الابصار میں ہے:

لوکان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس لہ امام ولا مؤذن ویصلی الناس فیه فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان و اقامة علی حدة کما فی امالی قاضی خاں[2]

اگر مسجد شارع ہے تو بالاتفاق تکرارِ جماعت جائز جیسا کہ اس مسجد کا حکم ہے جس کا امام و مؤذن مقرر نہ ہو اور لوگ اس میں گروہ در گروہ نماز ادا کرتے ہوں تو وہاں افضل یہ ہے کہ ہر فریق اپنی اپنی اذان و اقامت کے ساتھ الگ الگ نماز پڑھے جیسا کہ امالی قاضی خاں میں ہے۔ (ت)

دُرمختار میں ہے:

تکرہ خلف مخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعاة لم یکرہ او عدمها لم یصح وان شك کرہ[3]

مخالف کے پیچھے نماز مکروہ ہے مثلاً شافعی المسلک کے پیچھے، لیکن بحر میں وتر کی بحث میں ہے کہ اگر اس کا مذہب حنفی کی رعایت کرنا یقینی ہو تو پھر مکروہ نہیں، اگر مذہب حنفی کی رعایت نہ کرنا یقینی ہو تو صحیح نہ ہوگی، اور اس کے بارے میں شک ہو تو نماز مکروہ ہے۔ (ت)

بحرالرائق میں ہے:

حاصلہ ان صاحب الهدایة جوز الاقتداء بالشافعی بشرط ان لایعلم المقتدی منه

حاصل یہ ہے کہ صاحبِ ہدایہ نے شافعی کی اقتدار کو اس شرط کے ساتھ جائز کہا ہے کہ جب مقتدی اس امام کے کسی ایسے عمل کو نہ جانتا ہو جو مقتدی کی

---

[1] کتاب دررالحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الامامة مطبوعہ مطبع احمد کامل الکائنة فی دارسعادت مصر ۱/۸۵
[2] ردالمحتار بحوالہ خزائن الاسرار باب الامامة مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۰۸
[3] درمختار " " مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۳

ما یمنع صحة صلاته فی رأی المقتدی کالفصد ونحوه وعدد مواضع عدم صحة الاقتداء به فی العنایة وغایة البیان بقوله کما اذا لم یتوضأ من الفصد والخارج من غیر السبیلین او کان شاکا فی ایمانه بقوله انا مومن ان شاء الله او متوضأ من القلتین او رفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع او لم یغسل ثوبه من المنی ولم یفرکه او انحرف عن القبلة الی الیسار او صلی الوتر بتسلیمتین او اقتصر علی رکعة او لم یوتر اصلا او قهقه فی الصلاة ولم یتوضأ او صلی فرض الوقت مرة ثم ام القوم فیه زاد فی النهایة وان لا یراعی الترتیب فی الفوائت وان لا یمسح ربع راسه وزاد قاضی خان وان یکون متعصبا والکل ظاهر ما عدا خمسة اشیاء[1]

الاول مسئلة التوضؤ من القلتین فانه صحیح عندنا اذا لم یقع فی الماء نجاسة ولم یختلط بمستعمل

رائے کے مطابق صحتِ نماز کے منافی ہے، مثلاً رگ کٹوانا وغیرہ، عدمِ صحتِ اقتداء کے چند مواضع عنایہ اور غایۃ البیان سے ان الفاظ سے بیان کئے کہ مثلاً جب اس امام نے رگ کٹوانے یا غیر سبیلین سے کسی شئے کے خارج ہونے پر وضو نہ کیا ہو یا اس امام کے ایمان میں شک ہے، مثلاً وہ یہ کہتا ہے کہ "ان شاء اللہ میں مومن ہوں" یا وہ قلتین پانی سے وضو کرتا ہے یا رکوع جاتے وقت اور اُٹھتے وقت رفع یدین کرتا ہے یا وہ منی لگ جانے کی وجہ سے کپڑے کو نہیں دھوتا اور نہ ہی اسے کھرچتا ہے (گاڑھی ہونے کی صورت میں) یا وہ قبلہ سے بائیں جانب پھرتا ہے یا وہ دو سلاموں سے وتر ادا کرتا ہے یا ایک رکعت وتر پڑھتا ہے یا بالکل پڑھتا ہی نہیں یا نماز میں قہقہہ سے ہنستا ہے اور وضو نہیں کرتا یا ایک دفعہ وقتی نماز پڑھا چکا ہے پھر اسی نماز کا امام بن جاتا ہے۔ اس پر نہایہ میں اضافہ ہے کہ فوت شدہ نمازوں میں ترتیب کی رعایت نہ رکھتا ہو حالانکہ وہ صاحبِ ترتیب ہو یا سر کے چوتھائی حصہ کا مسح نہ کرے، قاضی خاں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ متعصب ہو، ان پانچ کے علاوہ باقی تمام واضح ہیں۔

اوّل قلتین سے وضو کرنا ہمارے نزدیک بھی صحیح ہے جبکہ اس میں نجاست نہ گری ہو، اور اس کے مساوی یا زائد اس میں مستعمل پانی نہ ملا ہو

www.alahazratnetwork.org

---

[1] بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۵

مساو لہ او اکثر فلا بد ان یقید قولھم بالقلتین المتنجس ماؤھما او المستعمل بالشرط المذکور لا مطلقا۔

الثانی مسئلۃ رفع الیدین من وجھین الاول ان الفساد روایتہ شاذۃ لیست بصحیحۃ روایۃ ولا درایۃ الثانی ان الفساد عند الرکوع لایقتضی عدم صحۃ الاقتداء من الابتداء مع ان عروض البطلان غیر مقطوع بہ حتی یجعل کالمتحقق عند الشروع لان الرفع جائز الترک عندھم لسنیتہ۔

الثالث مسئلۃ الانحراف عن القبلۃ الی الیسار لان المانع عندنا ان یجاوز المشارق الی المغارب والشافعیۃ لاینحرفون ھذا الانحراف۔

الرابع مسئلۃ التعصب لان التعصب علی تقدیر وجودہ منھم انما یوجب الفسق والفسق لایمنع صحۃ الاقتداء۔

الخامس مسئلۃ الاستثناء فی الایمان فان التکفیر غلط و الاستثناء قول اکثر السلف[1] اھ ملتقطا

یہ کلام بحر فی البحر تھا۔

لہٰذا قلتین کے ساتھ یہ شرط لگانا بھی ضروری ہے کہ قلتین کا پانی ناپاک ہو یا اس میں مستعمل پانی برابر یا زائد ملا ہو ورنہ مطلقاً حکم لگانا درست نہیں۔

دوم رفع یدین کی دو صورتیں ہیں ایک تو فساد والی روایت شاذہ ہے نہ روایۃً صحیح ہے نہ درایۃً۔ دوسری یہ کہ رکوع کے موقع پر فساد کا عارض ہونا ابتداءً اقتداء کے منافی نہیں باوجود اس کے بطلان کا عارض ہونا بھی یقینی نہیں حتی کہ اسے بوقت شروع ہی متحقق قرار دے دیا جائے کیونکہ رفع یدین کا چھوڑنا بھی جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ سنّت ہی ہے (تو ممکن ہے وہ اس کو ترک کردے)

سوم قبلہ سے بائیں طرف انحراف کا معاملہ، تو اس معاملہ میں ہمارے نزدیک مانع وہ انحراف ہے جو مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز ہو اور شوافع ایسے انحراف کے قائل نہیں۔

چہارم رہا تعصب کا معاملہ، تو اگر ان سے تعصب ثابت ہو تو یہ فسق کا موجب ہے اور فسق صحتِ اقتداء سے مانع نہیں ہوتا۔

پنجم باقی ایمان کا ان شاء اللہ کے ساتھ معلق کرنے والا مسئلہ، تو اس میں فتوٰی کفر غلط ہے کیونکہ معلق کرنا بہت سے اسلاف کا قول ہے اھ تلخیصاً

www.alahazratnetwork.org

---

[1] بحرالرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۵ و ۴۶

اقول وقد کانت ظہرت لی بحمد اللہ الخمسۃ المذکورۃ اول ما نظرت الکلام مع زیادۃ فلنذکر ما بقی من الابحاث تتمیما للافادۃ الاول قولہم لو یوتر اصلا لا یظہر لہ وجہ فانہ بترکہ لا یفسق فضلا عما یوجب بطلان الاقتداء فان الوتر وان وجب عندنا فہو مجتہد فیہ ولا تفسیق بالاجتہادیات وان حمل علی انہ ان لم یصلہ لم یصح الاقتداء بہ فی الفجر لشرطہ لفوات الترتیب نافاہ قولہ زاد فی النہایۃ وان لا یراعی الترتیب ثم رأیت العلامۃ الشامی عللہ فی منحۃ الخالق بہذا ثم اعلہ بالتکرار قال فلیتأمل مالمراد[1] **اقول** بل ہو اشد من التکرار فان قولہ زاد لا یحتملہ کما علمت الثانی **اقول** وینبغی اسقاط صلاتہ الوتر بتسلیمتین فان طریان المبطل غیر البطلان من رأس کما افادہ البحر ثم علی ما ذہب الیہ الامام ابوبکر الرازی

اقول (میں کہتا ہوں) بحمد اللہ سرسری نظر میں یہ پانچ ہی تھے، کچھ اور بحثیں بھی ہیں ہم ان باقی کو افادہ کے لئے یہاں ذکر کر دیتے ہیں، اوّل، اصلاً وہ وتر نہ پڑھتا ہو ان کا یہ قول درست نہیں کیونکہ وتر کے ترک سے وہ فاسق نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کی اقتداء کو باطل قرار دیا جائے کیونکہ وتر ہمارے ہاں اگرچہ واجب ہیں لیکن یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیا جاسکتا اور اگر اس عبارت کو اس پر محمول کیا جائے کہ اگر وتر ادا نہیں کرتا تو اس کی فجر میں اقتداء جائز نہ ہوگی کیونکہ ترتیب فوت ہو گئی ہے، تو اب اس کے قول کہ نہایہ میں اضافہ
www.alahazratnetwork.org
ہے کہ اگر وہ ترتیب کی رعایت نہیں تو اقتداء جائز نہیں، یہ منافی قرار پائے گا، پھر میں نے علامہ شامی کو دیکھا تو انہوں نے منحۃ الخالق میں یہی علت بیان کی اور اس پر تکرار کا اعتراض کیا اور کہا اس سے مراد پر غور کرنا چاہئے **اقول** (میں کہتا ہوں) بلکہ یہ تکرار سے اشد ہے کیونکہ اس کا لفظ "زاد" اس کا احتمال نہیں رکھتا جیسا کہ جان لیا ہے۔ دوسرا یہ کہ **اقول** (میں کہتا ہوں) وتر کو دو سلاموں کے ساتھ ادا کرنے والے احتمال کو ساقط کر دینا چاہئے تھا کیونکہ عارضی مبطل کا لاحق ہونا دُوسرا اس بطلان کا غیر ہوتا ہے جو ابتداءً ہو جیسا کہ بحر میں ہے۔ پھر امام ابوبکر رازی

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۵

لایفسد بالمآل ایضاً اما انہ لم یخرج عندہ نفسہ بالسلام فانہ یحسب مابعدہ من الوتر وھو مجتھد فیہ نعم الاصح الفساد کما جزم بہ فی متن التنویر وھو المؤید بقول الجمھور الصحیح المشھور من ان العبرۃ لرأی المقتدی، الثالث مثلہ الکلام فی اقتصارہ علی رکعۃ الرابع افادالشامی، قال افاد شیخنا حفظہ اللہ تعالٰی ان المراد انحرافہم اذا اجتھدوا فی القبلۃ مع وجود المحاریب القدیمۃ فانہ یجوز عندھم لاعندنا فلوانحرف عن المحراب القدیم (ای انحرافا جاوز المشارق الی المغارب) لایصح الاقتداء بہ[1] اھ

اقول وھو وجیہ مسقط لوجہ اسقاط عند الانحراف نعم لابد من التقیید وھو غیر بعید فان عدم رعایۃ الترتیب وعدم غسل المنی اوفرکہ کل مقید کما نبھنا علیہ ولم یوجب اسقاطھما فکذا ھذا وبہ ظھر الخامس وھو عدم اسقاط التوضؤ من القلتین وان کان الوجہ ھو التقیید الا ان

جس طرف گئے ہیں وہ یہ ہے کہ مآلاً بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان کے نزدیک سلام کے ساتھ امام نماز سے خارج نہیں ہو رہا بلکہ وہ مابعد کو وتر سمجھتا ہے لہذا وہ معاملہ اجتہادی ٹھہرا، ہاں اصح فساد ہے جیسا کہ اس پر متنِ تنویر میں جزم کیا گیا ہے اور اس کی تائید جمہور کے اس صحیح مشہور قول سے ہوتی ہے کہ اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے۔ تیسرا یہ کہ وتر کا ایک رکعت پڑھنا اس پر بھی سابقہ گفتگو ہی ہے۔ چوتھا امام شامی نے فرمایا ہمارے شیخ حفظہ اللہ نے فرمایا انحراف سے مراد یہ ہے کہ قدیم محراب ہونے کے باوجود اجتہاد سے کام لیتے ہوئے وہ انحراف کریں تو ان کے ہاں جائز ہے ہمارے ہاں جائز نہیں، تو اگر امام محراب قدیم سے منحرف ہوگیا (یعنی ایسا انحراف جو مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز ہو) تو اس کی اقتدار صحیح نہ ہوگی اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ توجیہ اس توجیہ کی ساقط ہوگی جو انحراف کے وقت اسقاطاً کی گئی ہے، ہاں اسے مقید کرنا ضروری ہے اور وہ بعید نہیں کیونکہ عدم رعایت ترتیب یا عدم غسل منی یا اس کا کھرچنا تمام مقید ہیں جیسا کہ ہم نے اس پر تنبیہ کردی ہے تو یہ بات ان کے اسقاط کا سبب نہیں ہو سکتی تو یہاں (انحراف) میں بھی یہی معاملہ ہے اور اسی سے پانچویں بحث ظاہر ہے اور وہ قلتین پانی سے وضو کا عدمِ اسقاط ہے اگرچہ یہاں

---

[1] منحۃ الخالق علی البحرالرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۵

www.alahazratnetwork.org

يفرق بالغالب والنادر والخفی والمتبادر ولنرجع الی ماکنا فیہ من الکلام فما کان الامن تجاذب القلم عنان الرقم لمناسبۃ المقام۔

مناسب اس کا مقید کرنا ہے مگر غالب ونادر اور خفی ومتبادر میں فرق کیا جاتا ہے اب ہم سابقہ گفتگو کی طرف لوٹتے ہیں یہ تو مناسبت مقام کی وجہ سے قلم سے مجبوراً تحریر صادر ہوگئی (ت)

نیز بحر میں ہے:

فصار الحاصل ان الاقتداء بالشافعی علی ثلثۃ اقسام الاول ان یعلم منہ الاحتیاط فی مذھب الحنفی فلا کراھۃ فی الاقتداء بہ الثانی ان یعلم منہ عدمہ فلا صحۃ لکن اختلفوا ھل یشترط ان یعلم منہ عدمہ فی خصوص مایقتدی بہ اوفی الجملۃ صحح فی النھایۃ الاول وغیرہ اختار الثانی وفی فتاوی الزاھدی الاصح انہ یصح وحسن الظن بہ اولی الثالث ان لا یعلم شیئا فالکراھۃ[1] (ملخصاً)۔

حاصل یہ ہے کہ شافعی کی اقتداء تین طرح کی ہے، اول یہ کہ اس امام کا مسلک حنفی کی احتیاط ورعایت کرنا معلوم ہو تو اب اس کی اقتداء میں کراہت نہ ہوگی۔ ثانی یہ کہ اس امام کا رعایت نہ کرنا معلوم ہو تو اب اقتداء صحیح نہ ہوگی لیکن اختلاف اس بارے میں ہے کہ کیا بالخصوص اسی نماز میں جس میں اقتداء مطلوب ہے عدم احتیاط کا علم ضروری ہے یا فی الجملہ عدم احتیاط کا علم ضروری ہے۔ نہایہ میں پہلے کو صحیح کہا اور دوسرے لوگوں نے دوسرے کو مختار قرار دیا۔ فتاوٰی زاہدی میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ اقتداء صحیح ہے اور اس کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا اولٰی ہے۔ ثالث یہ کہ اسکے بارے میں علم نہیں کہ وہ رعایت کرتا ہے یا نہیں (یعنی مشکوک صورت ہے)، تو اب اقتداء مکروہ ہوگی۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ردالمحتار میں ہے:

نقل الشیخ خیر الدین عن الرملی الشافعی انہ مشی علی کراھۃ الاقتداء

شیخ خیر الدین نے رملی الشافعی سے نقل کیا ہے کہ وہ مخالف کی اقتداء کو اس وقت مکروہ جانتے جب

[1] بحرالرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ٢/٤٦، ٤٧

بالمخالف حیث امکنہ غیرہ ومع ذلک ھی افضل من الانفراد و یحصل لہ فضل الجماعۃ وبہ افتی الرملی الکبیر واعتمدہ السبکی والاسنوی وغیرھما قال والحاصل ان عندھم فی ذلک اختلافا وقد سمعت ما اعتمدہ الرملی وافتی بہ والفقیر اقول مثل قولہ فیما یتعلق باقتداء الحنفی بالشافعی والفقیہ المنصف یسلم ذلک ﴿ وانا رملی فقہ الحنفی ﴾ لامراء بعد اتفاق العالمین ﴿ اھ ملخصا یعنی بہ نفسہ ورملی الشافعیۃ رحمھما اللہ تعالٰی فتحصل ان الاقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض افضل من الانفراد اذا لم یجد غیرہ والا فالاقتداء بالموافق افضل[1]

غیر کی اقتدار ممکن ہو، اور اس کے باوجود اقتدار تنہا نماز سے افضل ہے اور ایسی صورت میں جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ اسی پر رملی کبیر نے فتوٰی دیا، سبکی اور اسنوی وغیرہما نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے کہا حاصل یہ ہے کہ ان (فقہاء) کے ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور میں نے وہ سن رکھا ہے جس پر رملی نے اعتماد کرتے ہوئے فتوٰی دیا اور فقیر انہی کے مطابق کہتا ہے اس اقتدار میں جو حنفی کی شافعی کے ساتھ ہو اور منصف فقیہ اسے تسلیم کرے گا ﴿ میں رملی ہوں فقہ حنفی رکھتا ہوں دو عالموں کے اتفاق کے بعد کوئی شک نہیں ﴾ تلخیصاً یہاں انہوں نے انا سے اپنی ذات اور رملی سے شافعی مراد لیا ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ اس مخالف کی اقتدار جو رعایت کرتا ہو فرائض میں، تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے جبکہ اس کے علاوہ کوئی امام موجود نہ ہو ورنہ موافق ملنے کی صورت میں اس کی اقتدار افضل ہوگی۔ (ت)

اُسی میں مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری سے ہے:

لوکان لکل مذھب امام کما فی زماننا فالافضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم او تاخر علی ما استحسنہ عامۃ المسلمین وعمل بہ جمھور المؤمنین من اھل الحرمین والقدس ومصر و

اگر ہر مذہب کا امام ہو جیسا کہ ہمارے دور میں ہے تو موافق کی اقتدار افضل ہوگی خواہ وہ پہلے امامت کرے یا بعد میں، اسے ہی عامۃ المسلمین نے مستحسن جانا ہے اور اہلِ حرمین، بیت المقدس، مصر اور شام کے جمہور مسلمان اسی پر عمل پیرا ہیں ان

[1] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۱۶

www.alahazratnetwork.org

الشام ولاعبرة بمن شذ منهم[1] اھ

سے جو کوئی اِکا دُکا اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں (ت)

پھر خود فرمایا:

والذی یمیل الیہ القلب عدم کراھۃ الاقتداء بالمخالف مالم یکن غیر مراع فی الفرائض وانہ لو انتظر امام مذھبہ بعیدا عن الصفوف لم یکن اعراضا عن الجماعۃ للعلم بانہ یرید جماعۃ اکمل من ھذہ الجماعۃ[2]

جس بات کی طرف دل مائل ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو مخالف فرائض میں رعایت کرنے والا ہو اس مخالف کی اقتداء مکروہ نہ ہوگی، اور اگر کوئی شخص جماعت کی صفوں سے دُور اپنے مذہب کے امام کا انتظار کرتا ہے تو یہ جماعت سے اعراض نہ ہوگا کیونکہ وہ یقینی طور پر اس جماعت سے اکمل جماعت کے انتظار میں ہے (ت)

اسی میں زیرِ مسئلہ امامت عبد و اعرابی وغیرہما تبعا للبحر (بحر کی اتباع میں) ہے:

یکرہ الاقتداء بھم تنزیھا فان امکن الصلٰوۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولٰی من الانفراد[3]

ان کی اقتداء مکروہ تنزیہی ہے اگر ان کے علاوہ کوئی امام میسر ہو تو اسکی اقتداء افضل ہے ورنہ تنہا ادا کرنے سے ان کی اقتدا بہتر ہوگی۔ (ت)

اُسی میں ہے:

فی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لانہ فی غیرھا یجد اماما غیرہ[4]

معراج میں ہے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ جمعہ کے علاوہ میں فاسق کی اقتداء جائز نہیں کیونکہ جمعہ کے علاوہ نمازوں میں دوسرے امام کی اقتدا ممکن ہوتی ہے (ت)

بلکہ اسی میں ہے:

---

[1] ردالمحتار	باب الامامۃ	مطبوعہ مصطفی البابی مصر	۱/۴۱۷
[2] "	"	" " "	"
[3] "	"	" " "	۱/۴۱۳
[4] "	"	" " "	۱/۴۱۴

بقی لو کان مقتدیا بمن یکرہ الاقتداء بہ ثم شرع من لاکراھۃ فیہ ھل یقطع ویقتدی بہ استظھر ط ان الاول لو فاسقا لایقطع ولو مخالفا وشك فی مراعاۃ یقطع اقول والاظھر العکس لان الثانی کراھتہ تنزیھیۃ کالاعمی والاعرابی بخلاف الفاسق فانہ استظھر فی شرح المنیۃ انھا تحریمیۃ لقولھم ان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ[1] الخ

باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کوئی شخص ایسے امام کی اقتدا میں ہے جس کی اقتدا مکروہ تھی، ساتھ ہی ایسا امام جماعت کروائے جس میں کراہت نہیں، تو آیا اب وہ نماز توڑ کر اس کی اقتدا کرے یا نہ، ط نے کہا ظاہر یہ ہے کہ اگر پہلا امام فاسق ہے تو نماز نہ توڑے اور اگر وہ مخالف ہے اور اس کی رعایت میں شک ہو تو نماز توڑ دے۔ میں کہتا ہوں اس کا عکس اظہر و مختار ہے کیونکہ ثانی میں کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ اعرابی اور نابینا میں ہے بخلاف فاسق کے، اس کی اقتداء کے بارے میں شرح منیہ میں کہا کہ اس کا مکروہ تحریمی ہونا ظاہر ہے کیونکہ فقہا کہتے ہیں کہ فاسق کو امام بنانے میں فاسق کی تعظیم ہوتی ہے حالانکہ ہم پر اس کی اہانت لازم ہے الخ (ت)

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی للعلامۃ ابراہیم الحلبی میں ہے:

یکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع[2]

بدعتی کی اقتدا بھی مکروہ ہے کیونکہ وہ اعتقاداً فاسق ہے اور عقیدۃً فاسق عملاً فاسق سے بدتر ہے، کیونکہ فاسق عملی اعتراف کرتا کہ وہ فاسق ہے وُہ ڈرتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے بخلاف بدعتی کے کہ وُہ ایسا نہیں کرتا۔ (ت)

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

لایصح اقتداء غیر الالثغ بالالثغ علی الاصح کما فی البحر وحرر الحلبی وابن الشحنۃ انہ بعد بذل جہدہ دائما حتما کالامی فلا یؤم الامثلہ ولا تصح صلاتہ

اصح قول کے مطابق غیر توتلے کا توتلے کی اقتدا کرنا صحیح نہیں، جیسا کہ بحر میں ہے، حلبی اور ابن شحنہ نے کہا جب توتلا دائمی کوشش کرتا ہے تو وُہ امی کی طرح ہے اور صرف توتلے کی اقتدا کر سکتا ہے اور جب

---

[1] رد المحتار باب ادراک الفریضۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۵۲۵

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۴

اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ او ترک جھدہ او وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیہ ھذا ھو الصحیح المختار فی حکم الالثغ وکذا من لایقدر علی التلفظ بحرف من الحروف[1]

اسے کسی عمدہ پڑھنے والے کی اقتدار ممکن ہو تو اب تنہا نماز نہ ہوگی، اسی طرح حکم ہے جب اس نے کوشش ترک کردی یا وہ مقدارِ فرض کی قرأت پر قادر ہوگیا جس میں توتلا پن پیدا نہیں ہوتا توتلے کے حکم میں یہی صحیح و مختار ہے اسی طرح اس شخص کا حکم ہے جو حروف میں سے کسی حرف کے صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

وذلک کالرھمن الرھیم والشیتان الرجیم والألمین وایاک نابد وایاک نستئین السرات انأمت فکل ذلک حکمہ مامر[2]۔

جیسے کوئی رھمن، رھیم، شیتان الرجیم، آلمین، ایاک نابد و ایاک نستئین، السرات، انأمت پڑھتا ہے ان صورتوں کا حکم پیچھے گزر چکا ہے (ت)

فتاوٰی خیریہ میں ہے :

امامۃ الالثغ للفصیح فاسدۃ فی الراجح الصحیح[3]

(راجح اور صحیح قول کے مطابق فصیح کے لئے توتلے کی اقتدار فاسدِ نماز ہے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

اب محلِ نظر صرف ایک صورت رہی کہ مسجد محلہ میں اہل محلہ نے باذان و اقامت بروجہ سنت امام موافق المذہب سالم العقیدہ متقی مسائل داں صحیح خواں کے ساتھ جماعت اولٰی خالیہ عن الکراہۃ ادا کرلی پھر باقی ماندہ لوگ آئے اُنھیں دوبارہ اس مسجد میں جماعت قائم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں، اور ہے تو بکراہت یا بے کراہت، اس بارے میں عین تحقیق و حق وثیق و حاصل انیق و نظر دقیق و اثر توفیق یہ ہے کہ اس صورت میں تکرار جماعت باعادہ اذان ہمارے نزدیک ممنوع و بدعت ہے، یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب مہذب و ظاہر الروایہ ہے، متن متین مجمع البحرین و بحر الرائق علامہ زین میں ہے :

ولا تکررھا فی مسجد محلۃ باذان ثان[4]۔

مسجد محلہ میں دوسری اذان کے ساتھ تکرارِ جماعت جائز نہیں۔ (ت)

---

[1] درمختار | باب الامامۃ | مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۸۵

[2] ردالمحتار | " | مطبوعہ مصطفی البابی مصر | ۱/۴۳۱

[3] فتاوٰی خیریہ | کتاب الصلوٰۃ | " دار المعرفۃ بیروت | ۱/۱۰

[4] بحرالرائق | باب الامامۃ | " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/۳۴۶

درمختار و خزائن الاسرار میں ہے:

والنظم للدر یکرہ تکرار الجماعۃ باذان و اقامۃ فی مسجد محلۃ لافی مسجد طریق اومسجد لاامام لہ ولا مؤذن[1]۔

الفاظ در کے ہیں محلہ کی مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت مکروہ ہے، راستہ کی مسجد یا ایسی مسجد جس کا کوئی امام و مؤذن مقرر نہ ہو اس میں تکرارِ جماعت مکروہ نہیں۔ (ت)

غرر الاحکام اور اُس کی شرح درر الحکام میں ہے:

لاتکرر الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ یعنی اذاکان لمسجد امام و جماعۃ معلومان فصلی بعضھم باذان واقامۃ لایباح لباقیھم تکرارھا[2]۔

اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کا تکرار محلہ کی مسجد میں درست نہیں یعنی جب مسجد کے لئے امام اور جماعت متعین ہو پس بعض نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اب دوسرے لوگوں کے لئے اذان و اقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت مباح نہیں ہے۔ (ت)

شرح المجمع للمصنف الامام العلامۃ ابن الساعاتی و فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

المسجد اذاکان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ فیہ بالجماعۃ لایباح تکرارھا فیہ باذان ثان[3]۔

جب مسجد محلہ کا امام اور جماعت مقرر ہو اور اہل محلہ نے اس مسجد میں نماز ادا کرلی ہو تو اب دوسری اذان کے ساتھ تکرارِ جماعت مباح نہیں (ت)

وجیز کردری و غنیہ علامہ حلبی میں ہے:

لوکان لہ امام ومؤذن معلوم فیکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ عندنا[4]۔

اگر مسجد کے لئے امام اور مؤذن مقرر ہو تو ایسی مسجد میں ہمارے نزدیک اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت مکروہ ہوگا۔ (ت)

ذخیرۃ العقبٰی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی میں ہے:

---

[1] درمختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۲

[2] درر الحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الامامۃ ″ مطبع احمد کامل الکائنۃ دار سعادت مصر ۱/۸۵

[3] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی الجماعۃ ″ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۸۳

[4] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام المسجد مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۶۱۴

www.alahazratnetwork.org

8/8 ان کان للمسجد امام معلوم وجماعة معلومة فصلوافیہ بجماعة باذان واقامة لایباح تکرارھا بھما[1]۔

اگر مسجد کا امام اور جماعت معین ہے اور اس میں لوگوں نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اب اذان واقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت مباح نہیں۔ (ت)

جس کا حاصل عند التحقیق کراہت اذان جدید کی طرف راجع نہ نفس جماعت کی طرف ولہذا اسی مذہب کو امام محقق محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی نے حلیہ میں اس عبارت سے ارشاد فرمایا:

المسجد اذا کان لہ اھل معلوم فصلوا فیہ اوبعضھم باذان واقامة کرہ لغیر اھلہ وللباقین من اھلہ اعادة الاذان والاقامة[2]۔

اگر مسجد کے لئے اہل معین ہوں اور اس میں وہ تمام یا بعض اہل اذان اقامت کے ساتھ نماز ادا کرلیں تو غیر اہل محلہ اور باقی ماندہ اہلِ محلہ کے لئے اذان و اقامت کا اعادہ مکروہ۔ (ت)

اور اگر بغیر اس کے تکرار جماعت کریں تو قطعاً جائز وروا ہے اسی پر ہمارے علماء کا اجماع ہوا ہے، خزائن میں ہے:

لوکرر اھلہ بدونھما جاز اجماعاً[3]۔

اگر اہل محلہ نے بغیر اذان واقامت کے تکرار جماعت کیا تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔ (ت)

درر میں ہے:

لوکان مسجد الطریق یباح تکرارھا بھما ولو کرر اھلہ بدونھما جاز[4]۔

اگر راستہ کی مسجد ہو تو اذان واقامت دونوں کے ساتھ تکرار جماعت مباح ہے اور اگر اہل محلہ ان دونوں کے بغیر تکرار کریں تو جماعت جائز ہے۔ (ت)

شرح المجمع للمصنف وعلمگیریہ میں ہے:

امااذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا

اگر بغیر اذان کے پڑھی تو بالاجماع مباح ہے اسی طرح

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ منشی نولکشور کانپور انڈیا ۱/۷۷
[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[3] ردالمحتار بحوالہ خزائن الاسرار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۰۸
[4] درر الحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الامامۃ مطبوعہ مطبعہ احمد کامل الکائنہ فی دار سعادت مصر ۱/۸۵

8

وکذا فی مسجد قارعة الطریق۔[1] حکم ہے اگر مسجد راستہ پر واقع ہو۔(ت)

ذخیرۃ العقبٰی و شرح المجمع للعلامہ میں ہے:

لو صلوا فیہ بلا اذان یباح اتفاقًا۔[2] اگر بغیر اذان کے نماز پڑھی تو بالاتفاق تکرارِ جماعت مباح ہے۔(ت)

عباب و ملتقط و شرح درر البحار و رسالہ علامہ رحمہ اللہ السندی تلمیذ المحقق ابن الہمام و حاشیۃ البحر للعلامہ خیر الدین الرملی استاذ صاحب الدر المختار میں ہے:

یجوز تکرار الجماعۃ بلا اذان و بلا اقامۃ ثانیۃ اتفاقًا قال وفی بعضہا اجماعًا۔[3] تکرارِ جماعت اذان و اقامت کے بغیر بالاتفاق جائز ہے کہا بعض کتب میں اجماع کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔(ت)

پھر یہ جواز مطلقًا محض و خالص ہے یا کہیں کراہت سے بھی مجامع اُس میں صحیح یہ ہے کہ اگر محراب میں جماعت ثانیہ کریں تو مکروہ، اور محراب سے ہٹ کر تو اصلًا کراہت نہیں، خالص مباح و ماذون فیہ ہے۔ بزازیہ و شرح منیہ و رد المحتار میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

عن ابی یوسف انہ اذا لم تکن الجماعۃ علی الھیئۃ الاولٰی لا تکرہ والا تکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیأۃ۔[4] امام ابو یوسف سے مروی ہے جب جماعت پہلی ہیئت پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے یہی صحیح ہے، اور محراب سے ہٹ کر ادا کرنا ہیئت کی تبدیلی ہے (ت)

ولوالجیہ و تاتارخانیہ و شامیہ میں ہے: بہ ناخذ[5] (اسی کو ہم لیتے ہیں۔ت) اُسی میں ہے:

قلت ان الصحیح تکرار الجماعۃ اذا لم تکن علی الھیأۃ الاولٰی۔[6] میں کہتا ہوں کہ تکرارِ جماعت اس وقت صحیح ہے جب وہ جماعت پہلی ہیئت پر نہ ہو (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی الجماعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۸۳

[2] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الصلوٰۃ ” منشی نولکشور کانپور انڈیا ۱/۷۷

[3] منحۃ الخالق علی البحر الرائق بحوالہ حاشیۃ البحر للعلامہ خیر الدین الرملی باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۴۶

[4] رد المحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۰۹

[5] ” ” ” ” ” ”

[6] ” ” ” ” ” ”

یہ ان احکام میں اجمالی کلام تھا،

وللتفصیل محل اٰخر الحمد للہ العلی الاکبر والصلاۃ والسلام علی الحبیب الازھر واٰلہ واصحابہ الاطائب الغرر۔

تفصیل کے لئے دوسرا مقام ہے تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے جو بلند و برتر ہے۔ صلوٰۃ وسلام ہو حبیب خوب پر، ان کی آل واصحاب پر جو پاکیزہ ہیں (ت)

واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔